بیتی جئے

گذشتہ شمارہ میں عرض کیا گیا تھا کہ تاریخ سے رشتہ توڑنے میں کون سی عقلمندی ہے۔لیکن کسی حدتک یہ رشتہ توڑنے میں عقلمندی بھی ہے اور مستقبل انداز حکمت عملی کا تقاضا بھی۔تاریخ میں جو اندھیر کے دھبے، ناگوار و ناساز دھارے، 'پدرم سلطان بود' والے غرے اور ان کے پیدا کئے گئے گمراہی والے ڈھرے۔۔۔ایسی باتیں اگر کسی طرح تاریخ میں پیدا ہوگئیں یا درآتی ہیں تو ان سے رشتہ توڑنا ہی بہتر ہے، ان کو بھلا دینا، اچھا، (اگر یہ واقعی ہماری تاریخ کا خواہ مخواہ حصہ ہیں تو، اگر یہ ہماری تاریخ کے ساتھ کھلواڑ کے چیتھڑے ہیں، تو انہیں سلیقہ سے جلا بھنا دینا چاہئے۔) انہیں تاریخ کے شہر خموشاں میں دفن رہنے دیں۔ کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔اس لئے اگر کہیں تاریخ میں اچھے سہانے گوشے، بلکہ قابل فخر پیرائے، نمایاں منارے، خوش کن نظارے (دن کے سورج، رات کے تارے) تو انہیں 'پدرم سلطان بود' جپنے اور اس غرے میں کھپنے کھونے کے آگے انہیں زندہ کرنے، ان کی بازیابی کی ضرورت ہے۔

ہوسکتا ہے، ہم سے بہتوں کے لئے بے سرپیر کا دعویٰ نہیں کوئی چونکا دینے والا انکشاف ہو،لیکن یقین کیجئے یہ حقیقت ہے کہ ہماری تاریخ علم کی تاریخ ہے، تقویٰ اور صبر وایثار کی تاریخ ہے۔ بلکہ یہی علم، تقویٰ اور صبر وایثار ہماری تاریخی شناخت رہے۔(یہ غالباً اس لئے کہ ہماری تاریخ کو تقریباً تین سو سال تک مستقل طور سے 'معصوم' قیادت کی نگرانی میں پلنا اور ڈھلنا نصیب ہوا۔ زہے نصیب) اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ راج محل اور رن کے علاوہ کچھ بھی تاریخ کی نظر میں قابل ذکر نہیں۔آج راج محل اور راج نیتی (راج نیّتی بھی) سے ہٹ کر بھی مختلف علوم وفنون، تہذیب و ثقافت، عمرانیات، بلکہ بہت سی چھوٹی موٹی، ہلکی پھلکی باتوں کی تاریخ مرتب ومدون کی جاتی ہے اور فخریہ پیش کی جاتی ہے اور اسے ترقی پسند نظریہ، علمی شیوہ اور متعلقہ بات کے فروغ وارتقا کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

ہماری تاریخ کا مذکورۂ بالا خاصہ کوئی کہانی، لوریوں کا بول یا خواب کا جھول نہیں ہے۔اسلامی علوم ومعارف کی تقریباً سبھی شاخیں (Disciplines) اور بہت سے دوسرے علوم خصوصاً سائنس کی تاسیس اور فروغ میں کلیدی رول ہمارا رہا ہے۔ہم نے ہی نظری وعقلی علوم کو تجربہ (Experiment) کی راہ سے سائنس بنایا ہے۔

کیا آج ہم اپنی تاریخ کو جلا نہیں سکتے؟ کیا اب تاریخ اپنے آپ کو دہرا نہیں سکتی۔ (م۔ر۔عابد)